کتنے ہاتھوں نے اونٹنی کو قتل کیا؟ کہا: ایک نے۔ فرمایا: کیا رضامندی اور آپس کے تعاون ہی کی وجہ سے پوری کی پوری قوم ہلاکت میں نہیں پڑی؟!'' [فتاوی اللجنة ۱/۶۷۹ بحواله: کتاب الزهد للإمام أحمدؒ ۲۸۸، ۲۸۹]

معلوم ہوا کہ ارتکابِ جرم اور اعانت جرم دونوں برابر ہیں۔ لہٰذا تصویر کشی کی طرح تصویر بنوانا، اس کی ترغیب دینا، اس کی حوصلہ افزائی کرنا، اسے خریدنا اور اسے آویزاں کرنا سب حرام ہیں۔ خواہ یہ کام بطورِ پیشہ' کمائی کی خاطر کیا جائے یا شوقیہ طور پر۔ ہاں جو شناختی کارڈ جیسی کسی ضرورت کے تحت تصویر بنائے یا بنوائے وہ اس حکم میں داخل نہیں ہے۔ [فتاوی اللجنة ۱/۶۷۹]

رسائل واخبارات کا شرعی حکم

مفید رسائل کو خریدنا اور دینی یا دنیاوی مقاصد میں صحیح چیزوں اور خبروں سے استفادہ کرنا جائز ہے، اگرچہ ان میں تصاویر بھی ہوں۔ کیونکہ نیک نیتی سے خریدنے والے کا مقصد اس کے مفید مضامین اور خبریں ہوتی ہیں، تصویریں اس میں (خریدار کی مرضی کے خلاف) ضمناً آتی ہیں۔ پس شرعی حکم اس کے اصل مقصد کے مطابق ہوتا ہے' ضمناً ساتھ آنے والی چیز کے مطابق نہیں۔ ہاں اسے نماز پڑھنے کی جگہ رکھنا ہو تو تصویروں کو کاٹنا، مٹانا یا چھپانا ضروری ہے۔ [فتاوی اللجنة (۳۳۷٤) ۱/۶۷۰]

تبصرے کی میز پر

الانصاف فی حدود الاختلاف

تالیف: مولانا سید خلیل حسین

ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابی ہریرہ خالق آباد نوشہرہ سرحد ضخامت: ۹۶ صفحات

یہ کتاب دارالعلوم دیوبند میں رونما ہونے والے کسی علمی اختلاف کے پس منظر میں تحریر کی گئی ایک اصلاحی کاوش ہے، جس میں علماء کو خصوصاً اور عام مسلمانوں کو عموماً یہ اخلاقی فریضہ یاد دلایا گیا ہے کہ ایک دوسرے کی عزت واحترام فرائض دین میں شامل ہے۔

علمائے اسلام کی صحبت میں بیٹھنے کی فضیلت، علماء کی ذمہ داری، اساتذہ کا ادب واحترام، شاگردوں کے ساتھ حسن سلوک، علماء کے لئے تکلیف دہ باتوں پر صبر کی فضیلت، مسلمانوں کی پردہ داری، توہین وتحقیر کی مذمت، فضیلت اور بعض اخلاقی برائیوں کی مذمت ...... اپنے موضوع پر اکابرین دیوبندؒ کی تصنیفات سے بکثرت اقوال موجود ہیں۔

الغرض آدابِ اختلاف پر یہ ایک بہترین کتاب ہے۔ جو یکساں طور پر علماء، اساتذہ، طلباء اور سب لوگوں کے لیے مفید ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اختلاف وانتشار سے محفوظ رکھے۔ آمین (عبدالرحیم ردزی)

تقابلِ ادیان قسط:6(آخری)

حضرت محمد ﷺ کی بشارت بائبل میں

ابراہیم عبداللہ یگوی

نویں بشارت : اپنے لوگوں سے محبت

گزشتہ بشارت کا اگلا حصہ ہے: ''**وہ اپنے لوگوں سے محبت کرے گا۔**''

بائبل کے جدید ایڈیشنوں میں اس فقرے کو بھی بدل دیا گیا ہے اور موجودہ ترجموں میں اس کی جگہ یوں ہے: ''وہ بے شک قوموں سے محبت رکھتا ہے۔'' اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ نبی آخرالزمان محمد ﷺ قوموں سے محبت رکھتے تھے۔ ان کی قوموں سے محبت کا یہ عالم تھا کہ اُن کی نجاتِ اخروی کا حزن وغم دامن گیر رہتا تھا۔ آپ کی ہمیشہ یہ خواہش رہتی تھی کہ اقوامِ عالم مسلمان ہو جائیں، ایک اللہ کو ماننے والے بن جائیں، تاکہ آخرت کے دن جہنم کے عذاب سے بچ کر جنت کی دائمی نعمتوں کے مستحق ہوسکیں۔ آپ کے اس فکر کو قرآن نے کئی مواقع پر ذکر کیا ہے۔ مثلاً سورۃ الکہف میں ارشاد فرمایا:

﴿ فلعلک باخعٌ نفسَک علیٰ آثار ھم ان لم یؤمنوا بھذا الحدیثِ اسفاً ۝ ﴾(۱)

''پس اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائیں تو کیا آپ ان کے پیچھے اسی رنج میں اپنی جان ہلاک کر ڈالیں گے۔''

اس آیت کریمہ میں ﴿بھذا الحدیث﴾ سے مراد ''قرآن کریم'' ہے۔ یعنی آپ ﷺ قوموں کی محبت سے اتنے سرشار تھے کہ ان کی بربادی اور ہلاکت پر آپ کو بہت ہی رنج ودکھ ہوتا تھا۔ کفار کے ایمان لانے کی جتنی شدید خواہش آپ ﷺ رکھتے تھے اور ان کے اعراض وگریز کرنے اور ایمان نہ لاکر آخرت کی بربادی کو اختیار کرنے سے آپ ﷺ جو شدید تکلیف اور رنج محسوس کرتے تھے، اس آیت کریمہ میں آپ ﷺ کی اسی کیفیت اور جذبے کا اظہار کرکے آپ کو تسلی دی گئی ہے۔

گو کسی ''خاص مقصد'' کے تحت بشارت کے زیر بحث لفظ ''اپنے لوگوں'' کو ''قوموں'' سے تبدیل کرکے لکھ دیا گیا ہے، مگر اس بشارت کو ایسے ہی (جیسا کہ انہوں نے تحریف کیا ہے) مان لیا جائے، تب بھی معنی ومفہوم کے اعتبار سے چنداں نقصان دہ نہیں۔ اس لئے کہ یہ بشارت اس طور پر بھی آپ ﷺ پر بالکل صادق آتی ہے۔

اہل کتاب کی یہ پرانی روش ہے کہ وہ ہمیشہ سے کتب سماوی میں من مانیاں کرتے آئے ہیں۔ یہاں بھی ایسا کیا گیا ہے۔ چنانچہ بائبل کے مختلف تراجم کو دیکھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ یہاں بعد کے تحریف کاروں کا خودساختہ ہے۔

---

(۱) سورۃ الکہف : ٦

بائبل کے اردو ترجمہ ط: 1880ء کے الفاظ اس طرح ہیں: ''ہاں وہ اس قوم سے بڑی محبت رکھتا ہے۔''(۱)

فارسی ترجمہ نسخہ 1959ء میں اس طرح ہے: ''بدرستیکہ قوم خود را دوست میدارد۔''(۲)

انگریزی نسخہ مطبوعہ 1974ء میں مرقوم ہے: "Yea, he loved His People." (۳)

ان تراجم کو سامنے رکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں اصل بشارت میں لفظ ''**اپنے لوگ**'' یا ''**اپنی قوم**'' کے الفاظ تھے، جس کو بعد کے لوگوں نے تبدیل کر دیا ہے، تاکہ آپ ﷺ پر صادق نہ آئے۔ جبکہ اس معنی میں بھی یہ بشارت آپ ﷺ پر سو فیصد صادق آتی ہے۔ اسی مضمون کو قرآن پاک نے اس طرح بیان کیا ہے:

﴿ لقد جآء کم رسولٌ من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریصٌ علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم ۞ ﴾(٤)

''تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں، جو تمہاری جنس میں سے ہیں، جن پر تمہاری مضرت نہایت گراں گزرتی ہے، جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں، ایمان داروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔''

اس آیت کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ رسول ﷺ تمہاری جنس میں سے ہیں اور اس پر تمہاری ہر قسم کی تکلیف گراں گزرتی ہے (خواہ ان تکالیف کا تعلق دنیا سے ہو یا آخرت سے)۔ اسی طرح وہ تمہاری ہدایت اور تمہاری دنیوی اور اخروی منفعت کے بہت خواہشمند ہیں۔ اسی جذبہ خیر خواہی اور محبت کے اظہار میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" انما مثلي و مثل الناس کمثل رجل استوقد ناراً فلما اضاء ت ما حوله جعل الفراش و هذه الدواب التي تقع فی النار یقعن فیها، فجعل الرجل ینزعهن و یغلبنه فیقتحمن فیها . فانا آخذ بحجز کم عن النار و انتم تقحمون فیها. " (۵) ''میری اور لوگوں کی مثال اس شخص کی مانند ہے، جس نے (اندھیری رات میں) آگ سلگائی، جب اردگرد روشنی پھیل گئی تو کیڑے اور پتنگے وغیرہ اس میں دیوانہ وار گرنے لگے، وہ شخص ان کو ہٹاتا ہے۔ لیکن وہ ان کے قابو میں آتے ہی نہیں، اس میں گرے پڑتے ہیں۔ میں بھی اسی طرح تمہیں تمہاری پشتوں سے پکڑ پکڑ کر کھینچتا ہوں، لیکن تم مجھ سے دامن چھڑا کر زبردستی نار جہنم میں چھلانگ لگاتے ہو۔'' اس حدیث سے ﴿**باخع نفسک**﴾ کی ذہنی کوفت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

---

(۱) بائبل کا اردو ترجمہ مطبوعہ ۱۸۸۰ء کی کتاب استثناء ۳۳:۱۔۳

(۲) کتاب مذکور کا فارسی ترجمہ نسخہ ۱۹۵۹ء

(۳) کتاب مذکور کا انگریزی نسخہ مطبوعہ ۱۹۷٤ء

(٤) التوبہ: ۱۲۸

(۵) صحیح بخاری کتاب الرقاق باب الانتهاء عن المعاصی حدیث نمبر٦٤٨٣، و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب شفقته علی أمته و مبالغته فی تحذیرهم مما یضرهم حدیث نمبر ۲۲۸٤

دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے اپنی مثال اس طرح دی ہے:

"مثلی و مثل ما بعثنی اللہ کمثل رجل اتیٰ قوماً فقال: رأیت الجیش بعینی و انی انا النذیر العریان، فالنجاءَ النجاءَ. فاطاعه طائفة فادلجوا علی مهلهم فنجوا، و کذبه طائفة فصبّحهم الجیش فاجتاحهم."(۱)

"اللہ تعالیٰ نے مجھ کو جو تمہاری طرف بھیجا ہے اور جو کلام دے کر بھیجا ہے اس کی مثال یہ ہے جیسے کوئی شخص قوم والوں کے پاس آئے اور کہے: میں دشمن کی فوج کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں، میں ننگا (واضح ترین) ڈرانے والا ہوں۔ لہٰذا بھاگ چلو! بچ جاؤ! (اپنی جان بچاؤ)۔ اب کچھ لوگ تو اس کی بات مان لیں اور راتوں رات اطمینان سے نکل جائیں، انہوں نے تو اپنی جان بچالی اور کچھ لوگ اس کو جھٹلائیں، اس کی بات نہ مانیں...... پھر صبح سویرے دشمن کی فوج ان پر حملہ کر کے ان کو تباہ کر ڈالے۔"

واقعی نبی کریم ﷺ بڑے ہی شفیق و رحیم تھے۔ اپنے ماننے والوں سے بہت محبت رکھتے تھے۔ ان کی تکالیف اور مشقتوں پر بڑے رنجیدہ ہوتے اور ہمیشہ ان کی سہولیات کا خیال رکھتے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"لولا ان اشق علی امتی لامرتهم بالسواک عند کل صلاة ولاخرت العشاء الی شطر اللیل"(۲)

"اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا ڈر نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا اور نمازِ عشاء میں آدھی رات تک دیر کرتا۔"

اسی طرح رمضان المبارک کے آخری عشرے میں آپ ﷺ نے تین رات تراویح باجماعت ادا کی، پھر چوتھی رات کو آپ تشریف نہ لائے اور صبح صحابہ کرام ﷺ سے فرمایا: **"فانه لم یخفَ علیّ مکانُکم ولکنی خشیت ان تفرض علیکم فتعجزوا عنها."(۳)** "مجھ پر تمہارا یہاں مسجد میں رکنا مخفی نہ تھا، مگر میں اس لئے نہیں آیا تھا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض ہو جائے پھر تم عاجز آ کر اس کو ادا نہ کر سکو۔"

---

(۱) **بخاری** کتاب الرقاق باب الانتهاء عن المعاصی حدیث نمبر ٦٤٨٢، و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب شفقته علی أمته و مبالغته فی تحذیرهم مما یضرهم حدیث نمبر ۲۲۸۳

(۲) **صحیح البخاری** کتاب الجمعه باب السواك یوم الجمعة حدیث نمبر ۸۸۷، صحیح مسلم کتاب الطهارة باب السواك حدیث نمبر ۲۵۲، سنن ابی داؤد کتاب الطهارة باب السواك حدیث نمبر ٤٦، جامع الترمذی أبواب الطهارة باب ما جاء فی السواك حدیث نمبر ۲۲، سنن النسائی کتاب الطهارة باب الرخصة فی السواك بالعشی للصائم، المؤطا للامام مالك کتاب الطهارة باب ما جاء فی السواك حدیث نمبر ۱۱٤، سنن ابن ماجه کتاب الطهارة باب السواك حدیث نمبر ۲۸۷، سنن الدارمی کتاب الطهارة باب فی السواك حدیث نمبر ٦۸۳۔

(۳) الجامع الصحیح للبخاری کتاب التهجد باب فضل من قام رمضان حدیث نمبر ۲۰۱۲، صحیح مسلم کتاب صلاة المسافرین و قصرها باب الترغیب فی قیام رمضان و هو التراویح حدیث نمبر ۷٦۱

پس ثابت ہوا کہ ''قوموں سے عموماً اور اپنی قوم سے خصوصاً محبت کرنے والا'' نبی کریم ﷺ ہیں۔

اور بلاشبہ **بائبل** کی اس **بشارت** سے **نبی آخرالزمان** ﷺ ہی مراد ہیں۔

دسویں بشارت : صحابہ کرام ؓ سے متعلق بشارت کا حصہ

اس بشارت کا آخری حصہ صحابہ کرام ؓ سے متعلق ہے: **''اس کے سارے مقدس تیرے ہاتھ میں ہیں اور وہ تیرے قدموں میں بیٹھے تیری ایک ایک بات سے مستفیض ہوں گے۔''**

اس بشارت کا مصداق بلاشبہ حضرات صحابہ کرام ؓ ہیں کہ وہ لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کو دل و جان سے سنتے، سیکھتے، سکھاتے، یاد کرتے اور عمل سے سرمو انحراف نہیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کے بارے میں اپنی رضامندی کی سند (سرٹیفیکٹ) ان الفاظ میں عطا فرمائی: ﴿ رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ ﴾ (۱) ''اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا اور یہ اللہ عزوجل سے راضی ہوگئے۔''

اس بشارت میں **''کوہ فاران سے نورالٰہی کے طلوع ہونے''** کی خوشخبری کے ساتھ چار باتیں بطور علامات کے بیان کی گئی ہیں۔ جو قرآن مجید میں بیان کردہ اس آیت کریمہ کے عین مطابق ہے:

﴿ محمد رسول اللہ والذین معہ اشدآء علی الکفار رحمآء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلاً من اللہ و رضواناً سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذلک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل ﴾ (۲)

''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت، آپس میں رحم دل ہیں۔ تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں۔ ان کا (نورانی) نشان ان کے چہروں پر سجدے کے اثر سے ہے۔ ان کی یہی مثال تورات میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں بھی ہے۔''

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم   رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مؤمن

نتیجۂ بحث:

بائبل کی آیات وفقرات اور دیگر معروضی حالات اور تاریخی واقعات پر بحث وتمحیص اور تحقیق کے نتیجے میں یہ حقیقت نا قابل تردید طور پر واضح اور ثابت ہوگئی کہ **بائبل (عہدنامہ عتیق اور عہدنامہ جدید)** میں جس **''نبی آخرالزمان''** کی بشارتیں آئی ہیں اور جس کے بارے میں انبیاء سابقین علیہم الصلاۃ والسلام نے اپنی اپنی امت کو بشارت دی تھی وہ **''محمد رسول اللہ** صلی اللہ علیہ

---

(۱) سورۃ البینۃ : ۸

(۲) سورۃ الفتح : ۲۹